ڈاکٹر محمد امین
سینئر ایڈیٹر اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
پنجاب یونیورسٹی' لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور تزکیہ نفس

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی مظفر نگر (بھارت) میں ۴ شوال ۱۱۱۴ھ ۱۰ فروری ۱۷۰۳ء کو مولانا عبدالرحیم صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو مشہور عالم دین اور صوفی تھے انہوں نے آپکا نام قطب الدین احمد بربنائے بشارت رکھا لیکن ولی اللہ کا لاحقہ تو مشہور ہو گیا اور اصل نام غیر معروف رہا۔ وہ فاروقی النسل تھے (۱) پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھا دیئے گئے اور قرآن کی تعلیم سے آغاز ہوا۔ ساتویں سال آپ نے قرآن حفظ کر لیا اور عربی فارسی کی تعلیم شروع کی۔ اسی سال والد ماجد نے آپ کو نماز' روزہ شروع کرادیا اور ان کی پابندی کی تلقین کی۔ دس سال کی عمر کو پہنچنے تک عربی' فارسی میں مہارت پیدا کرلی اور چودہ سال کی عمر تک اس زمانے کے مروج علوم تفسیر' حدیث' فقہ و اصول فقہ' لغت' ادب' کلام' معانی' منطق' فلسفہ' تصوف اور طب وغیرہ سے سند فراغت بلکہ اجازت تدریس حاصل کرلی (۲)۔ قرآن مجید کا سادہ ترجمہ بھی والد محترم سے پڑھا اور اس پر غور و فکر کا طریقہ بھی سیکھا۔ چودہ برس کی عمر ہی میں والد ماجد نے آپ کی شادی کر دی (اس عجلت کی وجہ یا حکمت' شاہ صاحب نے بعد میں اپنی خود نوشت میں بتائی کہ اس کے فوراً بعد ان کے بہت سے ددھیالی اور سسرالی اعزہ یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے۔ بلکہ خود آپکے والد ماجد بھی جلد ہی (تین سال بعد ۱۱۳۱ھ میں) عالم آخرت کو سدھارے لہذا والد کا شادی میں عجلت کرنا شائد اشارہ غیبی کی بناء پر تھا کہ اپنی حیات میں اس فریضے سے عہدہ برآ ہو جائیں اور یہ خوشی دیکھ لیں۔ (۳) شادی کے بعد شیخ عبدالرحیم آپ کی روحانی تربیت کی طرف متوجہ ہوئے اور نقشبندی طریقے کے مطابق آپ کو سلوک کی منازل طے کروائیں۔

والد کی وفات کے بعد آپ بارہ برس تک دہلی میں درس دیتے رہے۔ ۱۱۴۳ھ 1730

میں حج کیلئے تشریف لے گئے اور وہاں کے شیوخ سے کتب حدیث پڑھیں۔ جب طلبہ کی تعداد بڑھ گئی تو فرمانروائے ہند محمد شاہ نے ایک وسیع حویلی دہلی کے کوچہ جیلان میں آپ کے حوالے کر دی۔ (۴) حرمین سے واپسی پر آپ نے تدریس دیگر اساتذہ کے سپرد کی' خاندانی ذریعہ معاش طبابت بھی ترک کر دیا اور اپنا سارا وقت تصنیف و تالیف میں صرف کرنے لگے۔ اگرچہ آپ کا زمانہ سیاسی' سماجی' اور اخلاقی ہر لحاظ سے نہایت ابتری' پستی اور خلفشار کا زمانہ تھا لیکن اس کے باوجود اس عہد زوال میں آپ جیسی بلند و بالا شخصیت کا ظہور ایک کرشمہ الٰہی ہی کہا جاسکتا ہے۔ آپکی علمی فتوحات اور کارناموں کا اجمالی ذکر بھی ایک دفتر کا متقاضی ہے لیکن تفصیل میں جانا چونکہ ہمارے پیش نظر نہیں لہذا ہم ان کے کارناموں کی طرف محض اشارہ کر کے آگے بڑھ جائیں گے۔

اولاً : احکام کے مصالح اور شریعت کے اسرار کی توضیح میں انکا کوئی ثانی نہیں۔ انہیں کا جاری کردہ سلسلہ تدریس و دعوت تھا جس نے مسلمانوں میں نئے سرے سے دینی فہم کا صحیح ذوق پیدا کیا اور انکے بعد بر صغیر میں اشاعت دین کے جتنے بھی سلسلے جاری ہوئے ان میں سے اکثر شاہ صاحب ہی کی فیضان سے بہرہ یاب ہوئے۔ قرآن حکیم کے ترجمے اور حدیث رسول کی تعلیم انہیں کی وجہ سے عام ہوئی۔ ثانیاً : انہوں نے مسلمانوں کے مختلف علمی اور فقہی طبقوں کے افکار میں مطابقت کے پہلو نمایاں کر کے انکے درمیان صلح و آشتی پیدا کرنے کی کوشش کی اور اخلاقی مسائل میں الجھے رہنے کی بجائے انہیں متفق علیہ مسائل کی طرف مائل کیا۔ تطبیق ان کا خاص فن ہے۔ انہوں نے فرقہ وارانہ نزاعات میں غلو و تعصب کو مٹانے کی کوشش کی اور یونانی فلسفے کی بجائے دانش ایمانی کو رواج دیا (۵) ثالثاً : انہوں نے تعلیمی نصاب کے پرانے ڈھانچے میں اصلاح و ترمیم کی اور اسے غیر ضروری معقولات اور نظری بحثوں سے بڑی حد تک پاک کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے تجویز کیا کہ ابتداء میں قرآن حکیم کا ترجمہ (بغیر تفسیر کے) ضرور پڑھانا چاہیے اور حدیث کی تعلیم بھی سادہ طریقے سے بحث و تدقیق میں پڑے بغیر دینی چاہیے۔ (۶) رابعاً : انہوں نے صحیح حکمرانی کے اصول بیان کئے اور اسلامی نظام حکومت کی توضیح ایسے انداز میں کی جس سے حاکم و محکوم کے درمیان خوشگوار تعلقات استوار ہوں (۷) خامساً : انہوں نے وقت کے حکمرانوں' امیروں' پیشہ

دروں‘ لشکریوں‘ حکومتی عہدیداروں‘ علماء و صوفیا اور عوام کے حالات کا پورا جائزہ لیا اور انہیں ان کی غلط روش کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ امیر و غریب کے درمیان جس طبقاتی کشمکش کا آغاز ہو چکا تھا اسے رفع کرنے کیلئے کتاب و سنت سے اقتصادی اور معاشی نظریے پیش کیے (۸) سادساً: تصنیفی‘ علمی اور تدریسی کاموں کیساتھ ساتھ انہوں نے اس طوائف الملوکی کے دور میں احیائے غلبہ اسلام کیلئے ممکن حد تک سیاسی خدمات سرانجام دیں چنانچہ مرہٹوں کی سرکوبی کیلئے احمد شاہ کو بلانا اس سلسلے کا سب سے اہم واقعہ ہے (۹) سابعاً: وہ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے ان کی عظیم القدر تصانیف آنے والی نسلوں کے لئے روشنی کا مینار ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے: (۱۰)

علوم القرآن: فتح الرحمان (فارسی ترجمہ قرآن) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی) فتح الخبیر بما لا بدمن حفظه فی علم التفسیر (عربی) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء والمرسلین۔

علوم الحدیث: المصنفی و المسوی (عربی و فارسی) موطا امام مالک کا ترجمہ و تحشی۔ شرح تراجم ابواب بخاری (عربی) تراجم بخاری (عربی) الارشاد الی مهمات علم الاسناد (عربی) الاربعین (عربی) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (عربی) النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر (عربی) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔

حجة الله البالغه (عربی): اپنی نوعیت کی ایک منفرد اور عظیم کتاب جو بیک وقت اسرار شریعت‘ فقہ‘ حدیث‘ تصوف‘ عقائد و عبادات‘ معاملات و مناکحات‘ تدبیر منزل و مملکت‘ اخلاق و معاشرت اور تمدن و معیشت کے مباحث کا احاطہ کرتی ہے۔

اصول فقہ: الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (عربی) عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید (عربی)

عقائد و کلام: ازالة الخفا عن خلافة الخلفاء (فارسی) اسلام کے اصول عمرانی اور نظریہ

سیاست پر ایک مبسوط کتاب)۔قرۃ العین فی تفضیل الشیخین۔ حسن العقیدہ (عربی) تحفت الموحدین (فارسی)

تصوف : الطاف القدس (فارسی) ہمعات (فارسی) سطعات (فارسی) القول الجمیل فی سواء السبیل (عربی) فیوض الحرمین (عربی) لمعات (فارسی)

کلام و تصوف : الخیرا لکبیر (عربی) البدور البازغہ (عربی)

سیرت و تاریخ : الاطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم (عربی) نعتیہ قصائد سرور المحزون فی سیرۃ النبی المامون (فارسی) انفاس العارفین ۔ التفہیمات الالہیہ (عربی و فارسی) مقالہ الوضیہ فی الفصیحہ والوصیہ رسالہ دانشمندی (طرق تدریس و مطالعہ پر)۔

شاہ صاحب کی اکثر کتابوں کے اردو اور بعض کے انگریزی تراجم ہو چکے ہیں بعض کی شروح بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔ بر صغیر پاک و ہند میں کئی ادارے شاہ صاحب کے افکار کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی طرح فکر ولی اللہ علم و فکر کی دنیا میں اپنا مقام بنا چکی ہے (۱۱) شاہ صاحب کی سوانح کے اس سرسری مطالعے کے بعد اب ہم شاہ صاحب کے نفسیاتی افکار کی طرف آتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ اور علم النفس

شاہ صاحب نے براہ راست تو علم النفس پر کچھ نہیں لکھا لیکن تصوف و احسان اور اخلاقی و کلامی مباحث میں ان کے ہاں ایسے افکار موجود ہیں جنہیں آج کی زبان میں نفسیات سے متعلق کہا جاسکتا ہے اور جو خصوصاً ہمارے زیر بحث موضوع یعنی تعمیر سیرت اور تزکیہ نفس سے متعلق ہیں۔

حقیقت نفس اور اصطلاحات اربعہ

شاہ صاحب عقل، قلب اور نفس کو لطائف ثلاثہ سے تعبیر کرتے ہیں۔(۱۲) لطائف جمع ہے لطیفہ کی جس کا مادہ لطف ہے (ان معنوں میں اردو میں لطیف کا لفظ مستعمل ہے) اور اہل تصوف لطیفہ غیر مادی اور لطیف شئے کو کہتے ہیں جیسے روح) یہ لطائف انکے نزدیک عناصر شخصیت ہیں اور انہی کی تہذیب و عدم تہذیب پر شخصیت کے سنورنے یا بگڑنے کا انحصار ہوتا ہے۔ روح کو

اگرچہ وہ ان سے الگ رکھتے ہیں اسے مبداء حیات سمجھتے ہیں اور اسے نسمہ اور روح انسانی دو قسموں میں شمار کرتے ہیں اور اس کا تعلق بھی تکوین و تعمیر شخصیت سے جوڑتے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ فکر ولی اللہ میں ان کی تفسیر کیا ہے۔

عقل : یہ شاہ صاحب کے نزدیک سب سے اہم اور افضل لطیفہ ہے جس کا کام تفکر و تدبر ہے۔ اور اسی لئے یہ حق و باطل کی میزان ہے۔ ان کی رائے میں "عقل اس چیز کا نام ہے جس سے ان حقائق و معارف کا ادراک ہوتا ہے جن کے ادراک سے حواس خمسہ قاصر رہتے ہیں۔" (۱۳) ان کے نزدیک جذبات و انفعالات کا مصدر ہے انکے الفاظ میں "قلب اس چیز کا نام ہے جو حب و بغض کا منبع ہے اور عزیمت و ارادہ اور اختیار اسی سے صادر ہوتے ہیں" (۱۴)

نفس　دیگر صوفیاء کی طرح شاہ صاحب بھی نفس کو منبع شر سمجھتے ہیں۔ ان کے الفاظ میں "نفس اس چیز کا نام ہے جس میں مستلذات (لذت سے ہے یعنی وہ چیزیں جنہیں لذیذ اور خوشگوار سمجھا جاتا ہے) از قسم مطاعم و مشارب و مناکح کی خواہش پیدا ہوتی ہے" یہ اشارہ ہے بھوک اور جنس کی جبلتوں کی طرف۔ (۱۵)

لطائف ثلاثہ کا ثبوت

جیسا کہ ہر معاملے میں شاہ صاحب کا اسلوب ہے کہ وہ محض دعویٰ نہیں کرتے بلکہ اسے دلائل سے ثابت بھی کرتے ہیں اور اس کی حکمتوں اور مصالح کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ ثابت کرنے کیلئے کہ عقل قلب اور نفس محض وہمی تصورات نہیں بلکہ حقائق ہیں' انہوں نے چار طرح کے دلائل دیے ہیں۔

نقلی دلائل (۱۶)

عقل کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے :

ان فی ذالك لایات لقوم یعقلون (۱۷) ترجمہ : بیشک ان چیزوں میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور کرتے ہیں۔

وقالوا لو کنا تسمع او نعقل ما کنا فی اصحب المسعیر (۱۸) ترجمہ : اور وہ کہیں گے

کہ اگر ہم کچھ سنتے یا سمجھتے تو ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے۔

اور حدیث میں ہے کہ اول ما خلق الله تعالی العقل فقال له اقبل فاقبل وقال له ادبر فادبر فقال بك اواخذ(۱۹) سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ سامنے ہو جا تو وہ سامنے ہوئی اور جب اس سے کہا پیٹھ پھیر کر لوٹ جاؤ تو اس نے اس کی بھی تعمیل کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ پر ہی مواخذہ کروں گا (یعنی تم ہی کو نیک وبد کا ذمہ دار قرار دوں گا)۔

دین المرء عقله ومن لا عقل له لا دین له(۲۰) آدمی کا دین اس کی عقل ہے جو عقل نہیں رکھتا وہ دین سے بے بہرہ ہے۔

احادیث کے ذکر کے بعد وہ کہتے ہیں کہ ان احادیث کو اگرچہ محدثین قابل اعتماد نہیں سمجھتے لیکن یہ احادیث مختلف اسناد سے مروی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں

قلب اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہیں: واعلموا ان الله یحول بین المرء و قلبه (۲۲) اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

ان فی ذالك لذكری لمن كان له قلب (۲۳) بے شک اس میں بڑی عبرت ہے اس شخص کیلئے جو دل رکھتا ہو......" اور حدیث میں آتا ہے کہ مثل القلب كرثمة فلاة تقلبها الرياح ظهراً لبطن (۲۴) قلب کی مثال اس پر کی مانند ہے جو بیابان میں پڑا ہو جس کو ہوائیں ایک رخ سے دوسرے رخ بدلتی رہتی ہیں۔

نفس نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: النفس تتمن وتشتهی والفرج یصدق ذلك او یكذبه (۲۵) "بیشک انسان کا نفس آرزو اور خواہش کرتا ہے اور پھر اس کے اعضائے شہوانی (عملاً اس کی تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں"۔

عقلی دلائل شاہ صاحب کہتے ہیں کہ انسان کے جسم میں تین اعضائے رئیسہ ہیں اور ان تمام قویٰ اور افعال کا منبع جن کو انسان کی صورتِ نوعیہ کا اقتضاء کہا جاتا ہے یہی اعضائے ثلاثہ ہیں (یعنی دماغ، قلب اور جگر) چنانچہ جملہ قوائے ادراکیہ مثلاً متخیلہ اور وہم اور قوت مدرکہ جو کسی نہ کسی طرح مجردات (یا محسوسات یعنی وہ چیزیں جن کو حواس خمسہ ظاہری کے ذریعے ادراک نہیں کیا

جاسکتا) ان سب کا محل دماغ ہے۔ غضب ، جرات اور بزدلی سخاوت اور کنجوسی ۔ خوشنودی اور ناراضگی وغیرہ ایسی صفات ہیں جن کا تعلق قلب سے ہے اور ایسی چیزوں کی طلب جن پر انسان کے اپنے جسم کی بقاء یا اس کی نوع بقاء کا دارومدار ہے اس کا محل جگر ہے۔ اس اختصاص کی دلیل یہ ہے کہ اگر ان اعضائے رئیسہ میں سے کسی میں مرض یا حادثہ کے بعد اختلال آجائے تو جن قویٰ اور صفات کا ان کو منبع قرار دیا گیا ہے ان میں اختلال آجاتا ہے۔ تاہم یہ ذہن میں رہے کہ ان میں سے ہر ایک قوت دوسرے کی اعانت کی محتاج ہے اور یہ باہم مل کر کام کرتی ہیں ،نہ کہ قوت مستقل بالذات اپنا اپنا کام کرتی ہے (۲۶)

تجرباتی ثبوت : شاہ صاحب کے نزدیک ان لطائفِ ثلاثہ کا تجرباتی ثبوت (جس کا ہم مشاہدہ اور تجربہ کرسکتے ہیں) یہ ہے کہ ان قوتوں اور جبلتوں کی کمی بیشی (افراط و تفریط) کی وجہ سے انسانوں کے رویے اور افعال ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں بلکہ ان قوتوں کی کمی بیشی کی بناء پر ہم حتمی اندازہ کرسکتے ہیں کہ ان کا سلوک کیا ہوگا۔ شاہ صاحب نے اس حوالے سے انسان کی شخصیت کو چار انواع میں تقسیم کیا ہے۔ ایک : وہ جن کے قلب کو ان کے نفس پر پورا تسلط حاصل ہوتا ہے ایسا شخص آسانی سے قلبی خواہشات کیلئے نفسی لذائز کی قربانی دے سکتا ہے۔ دوم : جسکے نفس کو اسکے قلب پر کامل اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ ایسا شخص ہر قیمت پر نفسانی خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ سوم : وہ شخص جس کی عقل اس کے قلب اور نفس پر غالب رہتی ہے اس کی مثال وہ کامل الایمان مرد کامل ہے جس کے جذبات اور خواہشات حکم شرع کے تابع ہوتے ہیں۔ چہارم : وہ شخص جس پر رسم ورواج کی پابندی غالب ہوتی ہو (۲۷)

اجماع حکماء شاہ صاحب کہتے ہیں کہ تمام اصحاب عقول جنہوں نے اپنی توجہ تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس پر مبذول کی ہے خواہ ان کا تعلق کسی مذہب اور ملت سے ہو ،سب نے ان لطائف ثلاثہ کا اثبات کیا ہے یا کم از کم انہوں نے جن مقامات اور احوال کی تشریح کی ہے وہ انہی لطائف مذکورہ کے نتائج و ثمرات ہیں گو ان کے درمیان تسمیات میں اختلاف ہو جو قابل صرف نظر ہے (۲۸)

متوازن تعمیر شخصیت کا انحصار لطائفِ ثلاثہ کی تہذیب پر ہے (۲۹)

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ان لطائفِ ثلاثہ کا ایک تو طبعی اقتضاء ہے لیکن جب ان کی تہذیب کر لیجائے تو انسان شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے انسان کامل کی صورت اختیار کر سکتا ہے (یہ وہ چیز ہے جسے ہم آج کی اصطلاح میں متوازن تعمیر شخصیت کہہ سکتے ہیں) اس کی مثال دیتے ہوئے وہ عقل کے بارے میں کہتے ہیں کہ انسان کی عقل مقتضیات بشریہ سے گھری رہتی ہے تو وہ انہی امور کی تصدیق پر مائل ہوتی ہے جو احوال طبیعہ سے مناسبت رکھتے ہوں لیکن جب اسکی تہذیب کر لی جاتی ہے تو پھر ان امور پر جن کے بارے میں شرع نے خبر دی ہے کہ اس طرح یقین کرتے ہے گویا آدمی ان کو کھلی آنکھوں دیکھ رہا ہو۔ اس طرح عقل کا اقتضاء یہ ہے کہ جو واقعات بھی از قسم فضل و انعام یا تہذیب و انتقام ظہور میں آئیں وہ غور کر کے ہر ایک واقعہ کا سبب تلاش کرے اسلئے جب اسکی تہذیب کر لی جاتی ہے تو توحید اور توکل اور شکر اور رضا کے مقامات ظہور میں آتے ہیں۔

اسی طرح فطری طور پر قلب کا اقتضاء یہ ہے کہ آدمی کو اپنے مربی اور منعم و محسن کے ساتھ محبت ہو اور جو کوئی اس سے روگردانی کرے اور اس سے دشمنی کرے اسے وہ مبغوض سمجھے اور اس سے نفرت کرے اور جو چیز اسکو اذیت پہنچاتی ہو اس سے خائف و ہراساں رہے اور جو چیز اس کے لئے نافع اور مفید ہے اس کا خواہاں اور جویاں رہے چنانچہ قلب کی اگر تہذیب کر لیجائے تو اللہ تعالی کی محبت اور اس کے عذاب سے خائف ہونا اور ثواب کے بارے میں پر امید رہنا ان صفات مذکورہ کی جگہ لے لیتے ہیں۔ یہی حال نفس کا ہے کہ اصل طبیعت کے لحاظ سے نفس امارہ کا غلو اس بات کا متقضی ہوتا ہے کہ انسان شہوات نفسانی کے پورا کرنے میں پورے طور پر منہمک ہو نیز آرام طلبی کا بھی وہ خواہاں ہوتا ہے لیکن جب اس کی تہذیب کر لیجائے تو وہ تائب ہو کر زہد اختیار کرتا ہے اور آرام طلبی کی بجائے کوشش وجد و جہد اس کی صفت لازمہ بن جاتی ہے۔ (جاری ہے)